سوال

(520) دو دعوے داروں کے مابین فیصلہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک چیز کے متعلق دو شخص دعوے دار ہیں اور دونوں کے پاس شواہد موجود ہیں، ایسے حالات میں شرعی فیصلہ کیسے کیا جائے گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر ایک چیز کے متعلق دو دعوے دار ہوں اور دونوں کے پاس شواہد ہوں یا دونوں اپنا دعویٰ ثابت نہ کر سکتے ہوں تو ایسی صورت میں فقہاء کے دو موقف ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دونوں کے پاس دلائل ہوں یا نہ ہوں، فیصلے کی صورت یہ ہوگی کہ جس چیز کے متعلق دعویٰ کیا گیا ہے اسے دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا، اس کی دلیل حسب ذیل واقعہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا پھر اس پر دونوں نے دو، دو گواہ پیش کر دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔[1] اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ ایک چیز کا دعویٰ کرنے والے دونوں آدمیوں کے پاس نہ تو کوئی ثبوت تھا اور نہ ہی وہ کوئی گواہ پیش کر سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔[2] لیکن ان دونوں روایات کو علامہ البانی رحمة اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔[3]

اس سلسلہ میں دوسرا موقف یہ ہے کہ مدعیان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی۔ جس کے نام قرعہ نکل آئے گا وہ قسم اٹھا کر وہ چیز لے لے گا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملہ میں ایک قوم پر قسم پیش کی تو وہ فوراً قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوگئے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے تاکہ جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ قسم اٹھا کر اس چیز کا حق دار بن جائے۔[4] اس موقف کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ دو آدمی ایک چیز کے متعلق جھگڑ پڑے ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قسم دینے کے لیے قرعہ اندازی کر لیں۔[5] اس کی صورت بھی یہ ہے کہ ایک چیز کے متعلق دو آدمی دعوے دار ہیں لیکن وہ چیز کسی کے پاس نہیں اور نہ ہی اس کا کسی کے پاس کوئی ثبوت ہے تو ایسے حالات میں ان دونوں کے لیے قرعہ اندازی کی جائے گی پھر جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ قسم کے ذریعے اس چیز کا حقدار ہوگا۔ ہمارے رجحان کے مطابق آخری موقف صحیح ہے اور صحیح احادیث کے عین مطابق ہے۔ (وا

اعلم)

---

[1]ابوداود، القضاء: ٣٦١٥۔

[2]مسند امام احمد، ص: ۴۰۲، ج۴

[3]ارواء الغلیل، ص: ۲۷٦، ۲۷۷، ج ۲۔

[4]ارواء الغلیل، ص: ۲۷٦، ۲۷۷، ج ۲۔

[5]ابوداود، القضاء: ٣٦١٦۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:3، صفحہ نمبر:435

محدث فتویٰ